تقریر جلسہ اعظم مذاہب یا لیکچر مہوتسو

یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان لیکچر جو ۱۸۹۶ء کے جلسہ مہوتسو میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا۔ چوتھی دفعہ نہایت عمدہ کاغذ پر خوب خوشخط لکھوا کر چھپوایا گیا ہے تقطیع بھی نہایت موزون ہے اس کتاب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کے پانچ امور پر فلسفیانہ رنگ میں بحث کی ہے۔ اور تمام دلائل قرآن شریف سے پیش کیے ہیں۔ (۱) انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں (۲) انسان کی زندگی کے بعد کیحالت یعنی عقبیٰ (۳) دنیا میں انسان کی اصل غرض اور اس غرض کی تکمیل کے اسباب (۴) اعمال کا اثر دنیا و عاقبت میں (۵) علم اور معرفت کے ذرائع اور وسیلے ؛ تقریباً ۱۵۰ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۵ر

پارہ عم مترجم

چونکہ عموماً مسلمان قرآن شریف کی آخری سورتیں نماز میں پڑھتے ہیں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ صرف عربی عبارت ناظرہ یا حفظ پڑھ لینے اور مطلب سمجھنے سے دلمیں خشوع خضوع نہیں پیدا ہوتا۔ اور اسی لیئے نمازی وعدہ الٰہی کہ اِنَّ الصَّلوٰۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کے نیچے نہیں آتا۔ اس لیئے ہر ایک مسلمان پر لازمی ہے کہ کم سے کم آخری پارہ کو باترجمہ پڑھ لے اور حفظ کرے۔ اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائے اور حفظ کروائے۔ ہمارے پاس پارہ عم مترجم موٹے کاغذ پر عمدہ خوشخط صحیح چھپے ہوئے موجود ہیں۔ ہدیہ صرف ۳ر

قصائد احمدیہ من الامام حجۃ الاسلام

حضرت اقدسؑ کی اردو اور فارسی نظمیں تو پہلے الگ شائع ہو چکی ہیں مگر ابتک آپکے عربی قصائد الگ رسالہ کی شکل میں شائع نہیں ہوئے تھے اب عربی قصائد بھی جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں شائع کیئے گئے ہیں یہ قصائد نہ صرف معارف و اسرار سے لبریز ہیں اور حمد الٰہی اور نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزائن اور حضرت اقدسؑ کے دلائل سے پُر ہیں بلکہ عربی سیکھنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں یہ کتاب ۱۵۸ صفحہ پر ختم ہوتی ہے۔ قیمت صرف ۶ر ؛ ان ہر سہ کیلئے درخواستیں دفتر میگزین قادیان میں آنی چاہئیں

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کے لیئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہیئے قیمت عہ
باٹلی والا کی مقوی گولیاں۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کے لیئے بہت مفید ہیں قیمت عہ۔ باٹلی والا کا دانتوں کا منجن۔ نہایت مفید قیمت ۴ر
باٹلی والا کی مرہم۔ داد پھوڑے۔ پھنسیوں وغیرہ کو ایک دن میں آرام ہو جاتا ہے قیمت ۴ر
یہ تمام تجربے شدہ دوائی فروشوں یا براہ راست ڈاکٹر ایچ۔ ایل۔ باٹلی والا۔ جے۔ پی دادلی لیبورٹری۔ دادر بمبئی سے مل سکتی ہیں ؛

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۱ | بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء | محرم الحرام سنہ ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۱۲

چندہ سالانہ عوام سے ۲ طلباء سے ۱

فہرست مضامین

اختلافات بائیبل ۴۵۱-۴۵۸
مسیحیت اور غلامی ۴۵۹-۴۶۴
ریویو ۴۶۴
ہندو مذہب کی تعریف ۴۶۵-۴۷۴
ماہوار رپورٹ ۴۷۵-۴۷۶
گوشوارہ ۴۷۷-۴۷۸

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ دسمبر ۱۹۱۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شایع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اختلافات بائیبل

(سلسلہ کے لیئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۱۱)

(۱۷) سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں اس لیئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگی اور تمہیں دکھاوے گی۔

(یوحنا۔ باب ۱۶۔ ورس ۱۵)

کہ اُس (یسوع) نے خدا کی صورت میں ہو کے خدا کے برابر ہونا غنیمت نہ جانا۔

(فلپیون۔ باب ۲۔ ورس ۶)

(۱۷) مگر اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے۔

(مرقس باب ۱۳۔ ورس ۳۲)

تم سُن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تم پاس پھر آتا ہوں اگر تم مجھے پیار کرتے تو تم میرے اس کہنے سے کہ میں باپ پاس جاتا ہوں خوش ہوتے کیونکہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ (یوحنا ۱۴: ۲۸)

نوٹ۔ اگر باپ کی سب چیزیں بیٹے کو حاصل تھیں تو باپ کا علم اُس گھڑی کی بابت بیٹے کو کیوں حاصل نہ تھا؟ پھر ایک طرف لکھا ہے کہ یسوع مسیح خدا کے برابر تھا دوسری جگہ لکھا ہے کہ نہیں باپ یسوع مسیح سے بڑا تھا۔

(۲۷) یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے اور

(۲۷) یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا میں نے تم بارھوں کو نہیں چُنا اور ایک تم میں سے شیطان ہے (یوحنا باب ۶۔ ورس ۷۰)

ابن آدم تو جیسا اُس کے حق میں لکھا ہے

اسرائیل کے بارہ گروہوں کی عدالت کروگے

(متی باب ۱۹ - ورس ۲۸)

نوٹ - کیا یہوداہ اسکریوطی بھی تخت پر بیٹھے گا اور وہ شخص بھی جسکو مسیح نے شیطان کے لقب سے مخاطب کیا ؟

(۳۷) پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی فکر کرلیگا آج کا دُکھ آج ہی کے لیئے بس ہے - (متی باب ۶ - ورس ۳۴)

جاتا ہے لیکن افسوس اُس شخص پر جس کے وسیلے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے اُس آدمی کے لیئے بہتر تھا کہ وہ پیدا نہ ہوتا (یہ یہوداہ اسکریوطی کی بابت فرمایا)

(مرقس باب ۱۴ - ورس ۲۱)

(۳۷) اگر کوئی اپنوں کی اور خاصکر اپنے ہی گھر کی خبرگیری نہ کرے تو ایمان سے منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے (۱ - تمطاؤس - باب ۵ - ورس ۸)

نوٹ - کیا دنیا میں کوئی مسیحی یا کوئی مشنری اس تعلیم پر عمل کرتا ہے اگر پادری صاحبان اپنے مشنوں کے لیئے چندہ فراہم کرنے میں ہی اس تعلیم پر چلیں تو اُنکے سارے مشنوں کا آج ہی خاتمہ ہوجاوے پادریصاحبان کے لیئے بہت موزون ہوگا اگر وہ مسیح کا یہ قول اپنی مسیحی گورنمنٹوں کو سنائیں اور اُنکو تعلیم دیں کہ تم دُور اندیشی کو مدّنظر کر جو بڑے بڑے بحری بیڑے اور مستقبل کی خیالی ضرورتوں کے لیئے جو طرح طرح کے سامان مہیا کرتے ہو ان سب کو چھوڑ دو کیونکہ یہ طریق مسیح کی تعلیم کے برخلاف ہے - غرض یسوع کا یہ قول ایسا لغو ہے کہ کوئی عقلمند اس پر عمل کرنے کے لیئے تیار نہیں - یسوع سے تو پولوس ہی اچھا رہا جس نے یہ تعلیم دی کہ جو شخص ہر طرح کے سامان مناسب وقت پر اپنے گھر والوں کے لیئے تیار نہیں کرتا وہ بے ایمان سے بھی بدتر ہے - اگر کسان مسیح کی تعلیم پر عمل کریں تو جب اُنکے گھر میں ایک دن کا کھانا موجود ہو تو وہ ہرگز ہل چلانے اور کھیتی کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں کیونکہ کسان یہ محنت اس لیئے نہیں اُٹھاتا کہ آج اُسکے گھر میں اناج نہیں بلکہ اُس کو یہ فکر ہوتا ہے کہ اگر آج مینے کل کے لیئے کوئی سامان نہ کیا تو موجودہ اناج کے ختم ہوجانے پر میرے بچے بھوکے مرجائینگے - اگر دنیا مسیح کی اس تعلیم پر آج عمل کرنا شروع کردے تو ایک دن میں ہی سارا انتظام درہم برہم ہوجاوے اور دنیا پر ہلاکت اور مصیبت نازل ہوجاوے - اگر یہ بہت ہی بابرکت قاعدہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ نہ پادری صاحبان خود اسپر عمل کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو اس پر کاربند ہونیکی

ترغیب دیتے ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم اس قاعدہ پر عمل نہیں کرتی اور نہ عمل کر سکتی ہے۔ ہاں اگر کوئی قوم یسوع کی اس تعلیم پر عمل کرتی ہوئی نظر آتی ہے تو وہ بھیک مانگنے والوں کی قوم ہے۔ مگر نہایت ہی عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہی قوم دنیا میں مسیح کی تعلیم پر عمل کرتی ہے اور وہی قوم مسیحی ملکوں میں ایک مجرم قوم قرار دیجاتی ہے کیونکہ مسیحی ممالک میں گداگری ایک جرم ہے اور گدا اگر جیلخانہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اگر ہم یسوع کی تعلیم پر عمل کریں تو عقبیٰ کا بھی کوئی فکر نہ کریں۔ پادری صاحبان آجکل عمدہ عمدہ کوٹھیوں اور باغوں میں رہتے ہیں اگر یسوع کے سچے پیرو ہیں تو اُنکو چاہیئے کہ وہ آخرت کا کوئی فکر نہ کریں۔ آج وہ مزے کر رہے ہیں۔ کل کی فکر کرنا اُن کے مذہب میں منع ہے اس لیئے اُن کو چاہیئے کہ خوب گلچھرے اڑائیں اور موت کو کبھی یاد نہ کریں۔ اور غالباً وہ کہیں گے کہ ہمارا پہلے سے اسی پر عمل ہے۔ یسوع کی تعلیم کے مقابل میں قرآن شریف کی پاک اور سلامتی کی تعلیم کو دیکھو۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ سورہ حشر رکوع ۳ یعنی ہر متنفس کو یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اُس نے کل کے لیئے کیا تیاری کی۔ پس خدائے تعالیٰ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر ایک امر میں انسان کو کل کیلیئے آج ہی تیار رہنا چاہیئے اور کل کے آرام کے واسطے پہلے سے فکر کرنا چاہیئے یہی وہ اصل ہے جسپر چلکر ہم دینی و دنیوی آرام حاصل کر سکتے ہیں اور اسی پر ہر ایک عقلمند انسان عمل کریگا اور عملی طورپر داناؤں نے قرآنی تعلیم کو اختیار کیا ہے اور یسوع کی تعلیم کو خود یسوعی صاحبان عملی طور پر رد کر رہے ہیں۔ اگر دنیا یسوع کی تعلیم کو اختیار کرے تو اُس کا آج ہی بیڑا غرق ہو جاوے ؀

(۴۷) یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جبتک آسمان اور زمین ٹل نہ جاویں ایک نقطہ یا ایک

(۴۷) سو اے میرے بھائیو تم بھی مسیح کے بدن کے سبب شریعت کی نسبت مر گئے ہو کہ تم دوسرے کے ہو جاؤ جو مردوں میں سے اُٹھایا گیا تاکہ ہم خداوند خدا کے لیئے پھل لاویں۔ (رومیوں باب ۷ ورس ۴)

شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جبتک سب کچھ پورا نہ ہو پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے اور ویساہی آدمیوں کو سکھاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا پر جو کہ عمل کرے اور سکھاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔

(متی باب ۵ - ورس ۱۷ تا ۱۹)

(۷۵) یسوع نے جواب دیا اور انہیں کہا اگرچہ میں اپنی بابت گواہی دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچ ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور میں کہاں کو جاتا ہوں پر تم نہیں جانتے کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں تم جسم کے مطابق حکم کرتے ہو میں کسی پر حکم نہیں کرتا اور اگر میں حکم کروں تو میرا حکم حق ہے کیونکہ میں اکیلا نہیں پر میں اور باپ جس نے مجھے بھیجا تمہاری شریعت میں یہ بھی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی سچ ہے ایک تو میں ہوں جو اپنی بابت گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے میرے لیئے گواہی دیتا ہے۔

(یوحنا باب ۸ - ورس ۱۴ تا ۱۸)

چنانچہ اپنا جسم دے کے دشمنی کو یعنی شریعت کے حکموں اور رسموں کو کھودیا تاکہ وہ صلح کرواکے دو سے آپ میں ایک نیا انسان بناوے۔

(افسیون باب ۲ - ورس ۱۵)

سب (پیغمبر) جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں پر بھیڑوں نے انکی نہ سُنی

(یوحنا باب ۱۰ - ورس ۸)

(۷۵) اگر میں اپنے پر گواہی دوں تو میری گواہی حق نہیں

(یوحنا باب ۵ - ورس ۳۱)

نوٹ - ایک طرف مسیح کہتا ہے کہ میری گواہی اپنی نسبت سچ ہے بلکہ وہ دو گواہوں کے برابر ہے کیونکہ میں اکیلا نہیں بلکہ باپ بھی میرے ساتھ ہے۔ دوسری طرف کہتا ہے کہ میری گواہی حق نہیں - عجیب اختلاف ہے۔

دوسرا ہے جو مجھ پر گواہی دیتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ گواہی جو مجھ پر دیتا ہے حق ہے تم نے یوحنا کے پاس پیام بھیجا اور اُس نے حق پر گواہی دی لیکن میں انسان کی گواہی نہیں چاہتا پر میں یہ باتیں کہتا ہوں تاکہ تم نجات پاؤ

(یوحنا باب ۵ - ورس ۳۲ تا ۳۴)

(۷۶) اُس نے اُنہیں کہا کیا تم نے کبھی نہیں پڑھا کہ داؤد نے جب وہ اور اسکے ساتھی محتاج اور بھوکے تھے کیا کیا وہ کیونکر سردار کاہن ابیاتر کے وقت میں خدا کے گھر میں گیا اور نذر کی روٹیاں جن کا کھانا کاہنوں کے سوا کسی کو روا نہ تھا کھائیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی دیں

(مرقس باب ۲ - ورس ۲۵ - ۲۶)

نوٹ - مرقس کہتا ہے کہ داؤد نے سردار کاہن ابیاتر کے وقت میں نذر کی روٹیاں کھائی تھیں اور اُسوقت اسکے ساتھ بہت سے ساتھی بھی تھے اور اُن ساتھیوں نے بھی روٹیاں کھائیں اور ا-سموئیل میں لکھا ہے کہ ایسا نہیں بلکہ ابیاتر کے باپ کے زمانہ میں ایسا ہوا اور اُسوقت داؤد تنہا تھا:

اور تم بھی گواہی دو گے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو

(یوحنا باب ۱۵ - ورس ۲۷)

(۷۶) اور داؤد نوب میں اخیملک کاہن کے پاس آیا اور اخیملک داؤد کے آنے سے ڈرا اور اُس سے کہا تو کیوں تنہا ہے اور تیرے ساتھ کوئی مرد نہیں سو کاہن نے مقدس روٹی اُسکو دی کہ وہاں نذر کی روٹی کے سوا جو خداوند کے آگے سے اُٹھائی گئی تھی تاکہ اسکے عوض اُس دن میں جب وہ اُٹھائی جائے گرم روٹی رکھی جاوے اور روٹی نہ تھی

(۱-سموئیل باب ۲۱ - ورس ۱-۶)

اخیطوب کے بیٹے اخیملک کے بیٹوں میں سے ایک شخص جس کا نام ابیاتر تھا بچ نکلا اور داؤد کی طرف بھاگ گیا۔

(۱-سموئیل باب ۲۲ - ورس ۲۰)

(۷۷) اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وے کبھی ہلاک نہ ہونگی اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا

(یوحنا باب ۱۰- ورس ۲۸)

(۷۷) روح صاف فرماتی ہے کہ آخری زمانے میں کتنے لوگ گمراہ کرنیوالی روحوں اور دیووں کی تعلیموں سے جا لپٹکے ایمان سے برگشتہ ہونگے۔

(۱- تمطاؤس باب ۴- ورس ۱)

نوٹ- معلوم ہُوا کہ آخری زمانہ میں مسیح کی بھیڑیں اُس کے ہاتھ سے چھین لیجائیں گی۔

(۷۸) یسوع نے اُسے کہا راہ اور حق اور زندگی میں ہوں کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس آ نہیں سکتا ہے

(یوحنا باب ۱۴- ورس ۶)

اور کسی دوسرے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکیں

(اعمال باب ۴- ورس ۱۲)

(۷۸) بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا اُسکو پسند آتا ہے۔

(اعمال باب ۱۰- ورس ۳۵)

(۷۹) مانگو کہ تمھیں دیا جائیگا- ڈھونڈھو کہ تم پاؤ گے کھٹکھٹاؤ تو تمھارے واسطے کھولا جائیگا- کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا اور جو کوئی ڈھونڈھتا ہے سو پاتا ہے اور جو کوئی کھٹکھٹاتا اُسکے واسطے کھولا جائیگا

(متی باب ۷- ورس ۷-۸)

(۷۹) جان سے کوشش کرو کہ تم تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے چاہیں گے کہ اُس سے داخل ہوں پر نہ سکیں گے۔

(لوقا باب ۱۳- ورس ۲۴)

(۸۰) پھر وے یریحو میں آئے اور جب وہ اور اُسکے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ یریحو سے نکلتی تھی طمئی کا بیٹا برطمئی جو اندھا تھا راہ

(۸۰) جب وے اریحا سے روانہ ہونے لگے بڑی بھیڑ اُسکے پیچھے ہولی اور دیکھو دو اندھے جو راہ کے کنارے بیٹھے تھے جب سنا کہ یسوع

کے کنارے بیٹھا ہُوا بھیک مانگتا تھا اور
یہ سنکر کہ وہ یسوع ناصری ہے چلّانے اور
کہنے لگا اے داؤدؑ کے بیٹے یسوع مجھ پر رحم کر

(مرقس باب ۱۰- ورس ۴۶-۴۷)

چلا جاتا ہے پکارنے لگے کہ اے خداوند ابن
داؤدؑ ہم پر رحم کر۔

(متی باب ۲۰- ورس ۲۹- ۳۰)

نوٹ۔ مسیحی صاحبان بتلائیں ایک تھا یا دو تھے؟

(۸۱) سو اس سبب سے کہ نبی تھا اور جانتا
تھا کہ خدا نے اُس سے قسم کھائی ہے کہ
مَیں تیری نسل سے مسیح کو جسم کے رو سے
ظاہر کرونگا کہ تیرے تخت پر بیٹھے

(اعمال باب ۲- ورس ۳۰)

(۸۱) اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی
کہ جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ
ہوئی تو اُنکے اکٹھے آنیسے پہلے وہ روح القدس سے
حاملہ پائی گئی

(متی باب اول- ورس ۱۸)

نوٹ۔ پس معلوم ہُوا کہ جسم کے رو سے مسیح داؤد کی نسل سے نہ تھا۔

(۸۲) اور وے دریا کے پار گدرینیوں
کے ملک میں پہنچے اور جیوں وہ کشتی سے
اُترا وونہیں ایک آدمی جسمیں ایک ناپاک
روح تھی قبروں سے نکلتے ہوئے اُسے ملا
یسوع نے فی الفور اُنہیں اجازت دی اور
وے ناپاک روحیں نکل کے سوؤروں میں
بیٹھ گئیں اور وہ غول کراڑے پر سے دریا
میں کودا اور وے قریب دو ہزار کے تھے
جو دریا میں ڈوب کے مر گئے

(مرقس باب ۵- ورس ۱-۲- اور ۱۳)

(۸۲) جب اُس پار گرگیسینوں کے ملک
میں پہنچا دو شخص جن پر دیو چڑھے تھے
قبروں سے نکل کر آ ملے وے ایسے تند
تھے کہ کوئی اُس راستے سے چل نہ سکتا تھا
سو دیووں نے اسکی منت کر کے کہا اگر تو ہم کو
نکالتا ہی تو ہمیں اُن سوؤروں کے غول میں جانے
دے تب اُس نے اُنہیں کہا جاؤ اور وے نکل کے
اُن سوؤروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوؤروں کا
سارا غول کراڑے پر سے دریا میں کودا اور پانی میں ڈوب مرا

(متی باب ۸- ورس ۲۸- اور ۳۱-۳۲)

نوٹ۔ متی سچا ہے یا مرقس؟ مرقس کہتا ہے ایک آدمی تھا۔ متی کہتا ہے کہ نہیں دو آدمی تھے پھر مرقس کہتا ہی کہ اُس شخص میں ایک ناپاک روح تھی۔ متی کہتا ہے یہ غلط ہی۔ بلکہ بہت سی روحیں تھیں۔ پھر مرقس بھی آگے چلکر قبول کر لیتا ہی کہ ہاں بہت سی روحیں تھیں؟ پھر ملک کے نام میں بھی۔۔

(۸۳) اور تم ماں باپ اور بھائیوں اور رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی گرفتار کیئے جاؤگے بلکہ وے تم میں سے بعضوں کو قتل کرینگے

(لوقا باب ۲۱- ورس ۱۶)

(۸۴) پھر اُس نے اپنے بارہ شاگردوں کو پاس بُلا کے اُنہیں قدرت بخشی کہ ناپاک روحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دُور کریں

بیماروں کو چنگا کرو کوڑیوں کو پاک صاف کرو مُردوں کو جلاؤ دیووں کو نکالو تم نے مفت پایا مفت دیو۔

(متی باب ۱۰- ورس اول- اور ۸)

(۸۵) مَیں اُنپر عاشق ہوں جو مجھ پر عاشق ہیں اور وے جو مجھ کو سویرے ڈھونڈتے ہیں مجھکو پاوینگے۔

(امثال باب ۸- ورس ۱۷)

کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا اور جو کوئی ڈھونڈھتا سو پاتا ہے اور جو کوئی کھٹکھٹاتا اسکے واسطے کھولا جائیگا

(متی باب ۷- ورس ۸)

(۸۳) اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے کینہ رکھیں گے لیکن تمھارے سر کا ایک بال بھی گرایا نہ جائیگا

(لوقا باب ۲۱- ورس ۱۷- ۱۸)

(۸۴) تب یسوع نے دیو کو دھمکایا وہ اُس سے نکل گیا اور وہ چھوکرا اُسی گھڑی چنگا ہو گیا تب شاگردوں نے الگ یسوع پاس آکے کہا ہم کیوں اِسکو نکال نہ سکے

(متی باب ۱۷- ورس ۱۸- ۱۹)

(۸۵) تب وے مجھ کو پکاریں گے پر مَیں جواب نہ دونگا وے سویرے مجھ کو ڈھونڈیں گے پر مجھے نہ پاوینگے

(امثال باب اول ورس ۲۸)

(باقی آئندہ)

مسیحیت اور غلامی

(ترجمہ مضمون خالد شیلڈرک افندی - آنریری سیکرٹری اسلامک سوسائٹی لنڈن)

مَیں نے جاہل اور جوشیلے مسیحیوں کے مُنہ سے سنا ہے کہ اسلام غلامی کا حامی اور ذمہ وار ہے ایک غیر متعصب انسان پر تو یہ بات آسانی سے منکشف ہو جاتی ہے۔ کہ اصل واقعات کی پڑتال کرتے وقت شاید ان لوگوں نے انوکھے ذرائع سے کام لیا ہے۔ مَیں چونکہ ایک انگریز مسلمان ہوں۔ مجھے اس مسئلہ پر ہمیشہ اچھے سمجھدار لیکن مایوسانہ طور پر گم گشتہ لوگوں سے بہت کچھ سننا پڑتا ہے۔ نہایت کوشش سے مجھے ذہن نشین کرایا جاتا ہے۔ کہ مَیں اب الابد اہل دوزخ ہوں۔ اسلام جیسے پاک دین کو۔ جو کہ مَیں نے بصد غور و فکر قبول کیا ہے۔ اختیار کرنیکی پاداش میں خدائے عزّ وجل مجھے سخت سے سخت سزا دیگا۔ کیونکہ مَیں نے یسوع مسیح کے خون والی نجات سے انحراف وانکار کیا۔ میرے لئے اُنکی یہ جانفشانیاں عجب پُر لطف ہیں۔ یہ لوگ فہیم وزکی بھی ہیں۔ گہرا شوق بھی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی آزادی۔ اسلامی وسیع الخیالی اور اسلامی علوّ کے منوّر آفتاب کی روشنی سے مستفیض نہیں ہوتے اور عیسائیت کے تنگ و تاریک راستہ میں مارے مارے پھرنے پر قانع ہیں۔ صرف مذہب کے پاس نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اور یہ اُنکی کشادہ دلی کا ایک ادنیٰ شعبہ ہے۔ کہ روئے زمین کی باقی تمام مخلوق کو جو اُنکی خاص الخاص از خود تراشیدہ مسیحیت سے مُنہ پھیرتے ہیں۔ اُنکو جہنّم میں جھونکتے ہیں:

اسجگہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات یا آپکے پاکیزہ نمونہ کو شرح وبسط سے درج کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ نہ ہی یہاں گنجائش ہے۔ کہ مَیں وہ تمام کے تمام لاجواب ثبوت ہدیہ ناظرین کرسکوں۔ جس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ غلاموں کی آزادی اور مالکوں کا ان سے اعلیٰ برتاؤ اسلام اور آنحضرت صلعم کے وجود باجود ہی کی برکت ہے نہ بائیبل یا مسیحیت سے۔ مَیں آنحضرت م کے کلمات طیبات میں سے صرف ایک ہی حدیث درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل مایغلبہ فان کلفہ مایغلبہ فلیعنہ متفق علیہ - یعنی غلام تمہارے بھائی ہیں جنکو خدائے تعالیٰ نے تمہارے نیچے رکھدیا ہے پس اگر خدائے تعالیٰ تم میں سے کسی کے نیچے اُس کے بھائی کو رکھدے تو وہ شخص اُسکو ایسا ہی کھانا کھلائے جیسا وہ خود کھاتا ہے اور ایسے ہی کپڑے پہنائے جیسے وہ خود پہنتا ہے اور ایسا کام اُسکو کرنے کے لیئے نہ دے جو اسکی طاقت سے بالاتر ہو اور اگر کوئی ایسا کام اُسکو دے تو چاہیئے کہ خود اُس کام میں اُس کی مدد کرے ؛

بہت سے مورخ اس بات کو ثابت کر چکے ہیں - کہ اسلام غلامی کا نہیں بلکہ غلاموں کی آزادی کا مؤید ہے - کہ مسلمانوں نے غلاموں سے ہمیشہ وہی سلوک جائز رکھا - جو وہ اپنے جسم و جان سے کرتے ہیں - لہٰذا میں اس وقت مسیحیت اور غلامی پر مختصر بحث کروں گا۔ اولاً مسیحیوں کا دعویٰ ہے - کہ یسوع مسیح غلامی کی مخالفت میں وعظ کرتے رہے لیکن مجھے اس سے انکار ہے - اور میں ہر ایک مسیحی اور پادری کو چیلنج دیتا ہوں - کہ کہیں سے بھی وہ اس بارہ میں یسوع مسیح کا ایک لفظ ہی نکالکر دکھائیں - چونکہ بعض مسیحیوں کا خیال ہے - کہ عہد عتیق عہد جدید سے منسوخ ہو گیا ہے - اس لیئے میں عہد جدید میں ہی محدود رہکر ثابت کرونگا - کہ یسوع مسیح نے خود اور اُن کے جانشینوں نے غلامی کے جواز اور انکی سزا کے بارہ میں احکام نافذ کیئے - چند ایک عبارات درج ذیل ہیں :- "وہ نوکر جس نے اپنے خاوند کی مرضی جانی پر اپنے تئیں تیار نہ رکھا اور اُس کی مرضی کے موافق نہ کیا بہت مار کھائیگا" (لوقا - ۱۲ - ۴۷) "اے نوکرو تم اُن کے جو جسم کی نسبت تمہارے خاوند ہیں اپنے دلوں کی صفائی سے ڈرتے اور تھرتھراتے ہوئے ایسے فرمانبردار ہو جیسے مسیح کے" (افسیوں ۶ - ۵) "اے چاکرو کمال ادب سے اپنے خاوندوں کے تابع رہو - نہ صرف نیکوں اور حلیموں ہی کے بلکہ کج مزاجوں کے بھی" (۱ - پطرس ۲ : ۱۸) "جتنے چاکر جوئے کے نیچے ہیں اپنے خاوندوں کو کمال عزت کے لائق جانیں" (۱ - تمطاؤس ۶ : ۱) یہی حوالے کافی ہیں - یقیناً مسیحی اسجگہ بول اُٹھیں گے

کہ یہاں نوکر اور چاکر کا لفظ ہے غلام کا لفظ نہیں۔ اس لئے ان عبارتوں سے غلامی کا جواز نہیں پایا جاتا۔ یہ بات درست ہے۔ ان عبارتوں میں لفظ غلام کا نہیں بلکہ نوکر اور چاکر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر مسیحی صاحبان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ کتابیں تراجم ہیں اور ان کا دعویٰ اصلی زبان میں ہونے کا نہیں ہے اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اصل کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ اصل زبان میں جو لفظ ہے اُس کے کیا معنے ہیں۔ سو مسیحی صاحبان یہ سُنکر بہت گھبرائیں گے کہ تمام لغت والوں نے Schleusner سے لیکر سکاٹ اور لڈل تک سب نے اصل یونانی لفظ کے معنے Slave یعنی غلام کے کئے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مندرجہ بالا عبارتوں میں لفظ servus کے معنے غلام ہی ہیں ہمارے اس معنی پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا؛

اب ہم انگلستان کو لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ غلامی کا یہاں کیا حال رہا۔ یہ امر بہت ہی واضح ہے۔ کہ باوجودیکہ غلامی اس خطہ زمین پر موجود تھی۔ اور باوجودیکہ کلیسیا خود سب سے بڑھکر غلام رکھتی تھی۔ غلاموں کی آزادی کے بارہ میں اُس وقت تک کوئی کوشش نہیں کیگئی جبتک کہ یورپ میں سپین کے مسلمانوں کے ذریعہ اسلامی تہذیب داخل نہیں ہوئی۔ بلکہ آرکبشپ آف یارک یعنی یارک کے بڑے بشپ نے غلاموں کے آزاد کرنے سے منع کر دیا۔ اور ایسی آزادی کو "زہد و تقویٰ سے گرا ہوا" تعبیر کیا۔ غلاموں کی تجارت کے لئے پہلی انگریزی مہم ۱۵۶۲ء میں جاہن ہاکنس کے ماتحت روانہ ہوئی اور یاد رکھو کہ یہ واقعہ پراٹسٹنٹ مذہب کے جاری ہونے کے بعد ہوا۔ اور اس مہم کو تیار کرنیوالے بھی پراٹسٹنٹ لوگ تھے۔ اور طرفہ یہ ہے (مسلمان اسے ضرور مذہبی نقطہ خیال سے بہت گرا ہوا سمجھیں گے۔ اگرچہ مسیحی اس میں کچھ برائی نہیں سمجھتے) کہ ان تین جہازوں کا نام جیزس یعنی یسوع جاہن بپٹسٹ یعنی یوحنا بپتسمہ دینے والا اور سلیمان تھا۔ اور ۱۸۳۷ء میں غلاموں کے بھرے ہوئے ایک جہاز نے جس کا تذکرہ رائل کمشن نے بھی کیا اور اُس کی اس میں عزت افزائی سمجھی گئی۔ سات سو غلام مقام پونٹا نگرا پر اتارے۔ اس جہاز کا نام یہوداہ تھا جو بائیبل میں

خدائے تعالٰے کا نام ہے) اے مسیحیت! شرم سے تیرا چہرہ سفید ہو جانا چاہیئے۔ تونے بائیبل ہاتھ میں لیکر براعظم افریقہ کے لوگوں کی آزادی کو پامال کیا۔ اُس کے بچوں کو چُرایا۔ ان کو غلام بنایا۔ پھر بیچا اور خریدا۔ اسپر بھی قناعت نہ کی۔ تُونے سترھویں صدی کے بھی ایک جہاز کا نام (جو غلاموں کی تجارت کے لیئے مقرر تھا) یسوع رکھا اور اُنیسویں صدی کے ایک ایسے ہی جہاز کا نام تُونے یہوواہ رکھا اور اس طرح اس چیز کی جسکی تُو منافقانہ طور پر مذمت کرتی ہے تقدیس کی۔ ۱۷۱۳ء میں انگلستان نے فرانس کو غلاموں کے امریکہ لیجانے کی ٹھیکہ داری سے محروم کیا۔ اور ملکہ این نے اپنی ایک تقریر میں فخر سے پارلیمنٹ میں بیان کیا۔ کہ وہ انگریز قوم کے لیئے غلاموں کی ایک نئی منڈی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ پھر کئی مرتبہ سکاٹ لینڈ کے فرقہ Covenanter (کاوے ننٹر) اور انگلستان کے فرقہ Dissenter (ڈسنٹر) کے عیسائی غلامی میں بیچے گئے اور لادو جانوروں کی طرح مشقت کرنیکے لیئے امریکہ دھکیلے گئے۔ جہاں امریکن خریداروں کا پُرغضب کوڑا اُن کی خاطر و مدارات کے لیئے ایستادہ رہتا تھا۔ ہاں۔ اگرچہ انگریز اب ان لفگار واقعات سے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں۔ مگر وہ خود انگریزوں کو غلاموں کی طرح بیچتے تھے۔ اور مسیحی لوگ مسیحیوں کو۔ اور ایسا انیسویں صدی تک ہوتا رہا۔ اے مسیحی انگلستان! کیا تُو ان واقعات سے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے انکار کر سکتا ہے؟ میں صرف ایک اور واقعہ بیان کرونگا ——— دو سو سال گذرتے ہیں۔ جارج اول کے عہد حکومت میں شاہی فوج نے بوتھ ویل (Bothwell) کی لڑائی پر کاوے ننٹر (Covenanter) لوگوں کو شکست دی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انکا قتل عام کیا۔ سینکڑوں نے زبور گاتے ہوئے جان دیدی۔ لیکن بہت سے اسیر ہوئے۔ اور مقام (Edinburgh) ایڈنبرا پر گرے فرائر چرچ میں بطور قیدیوں کے دھکیل دیئے گئے۔ یہاں فرار ہونے کی ذراسی کوشش پر بھی گولیوں کی بارش برسائی جاتی تھی۔ یہاں انہیں قریباً پانچ ماہ تک (سکاٹ لینڈ جیسے سرد ملک کی) کھلی ہوا میں رکھا گیا۔ بعض دیوانے ہو گئے۔ بعض گولی کے بھینٹ چڑھے۔ لیکن اگرچہ موت نے بذریعہ زخم یا بیماری اکثر

کو رہائی دی۔ تاہم ۷۵ ۲ نفوس میں جان رہی بس قالب ہی قالب۔ خوب ہی یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ ایک بزرگ ولیم پیٹرسن نامی لیتھ کے ایک تاجر کے پاس بھیجدیئے گئے۔ اس شخص کے پاس Crown کرؤن نامی ایک جہاز تھا۔ جس میں اپنے ہم وطنوں کو اس نے سوار کر کے امریکہ پہنچانا چاہا تاکہ انکو وہاں جاکر غلاموں کی طرح فروخت کرے۔ اس جہاز میں بمشکل ایک سو سواری کی گنجائش تھی۔ لیکن اس میں دو سو ستاون بیکس جو یسوع مسیح کے لیئے اور اپنے مذہب کیلیئے لڑتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ گھسیڑ دیئے گئے۔ موسم ایسا خراب۔ کہ لیتھ کے مقام سے چلکر ۱۵ دن کے عرصہ میں بمشکل جزائر آرکنی تک پہنچے۔ اب انکی تکالیف قابل غور ہیں۔ روشنی۔ آرام اور تمام ضروریات زندگی کا میسر ہونا ناممکن تھا۔ بہت کم خوراک پاتے تھے۔ البتہ کوڑا کرکٹ۔ سخت تیز سردی اور برف کی کثرت تھی۔ آخر ایک رات اہالیان جزائر آرکنی نے دیکھا۔ کہ وہ جہاز ساحل کی ایک ترچھی سی چٹان سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ غریب غلام اُسی جگہ زبور کے گیت گاتے ہوئے موت کا لقمہ ہو گئے۔ اے عیسائیت! کیا تُو اپنی ایک آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھ سکتی۔ میں اب کوارٹرلی ریویو ۱۸۵۵ع کے ایک دو اشتہارات کو نقل کیئے دیتا ہوں۔ "ایک حبشی لڑکا برائے فروخت۔ عمر ۱۱ سال۔ از انگوائیروز جینیا کافی ہوس۔ تھریڈنیڈل اسٹریٹ لنڈن" "ایک سیاہ حبشی لڑکا۔ انڈین۔ عمر قریباً ۱۳ سال۔ ۸ ماہ حال کو ٹپنی سے فرار ہوا۔ اُسکے گلے میں ایک آہنی پٹہ ہے۔ جسپر یہ عبارت کندہ ہے۔ لنکن ان فیلڈز کی لیڈی بروم فیلڈ کا حبشی غلام۔ جو شخص اُسے سرایڈورڈ کے پاس پکڑ لاوے۔ ایک پونڈ انعام لے۔"

اب ناظرین کرام میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں۔ .... کہ آیا غلاموں کی آزادی مسیحیت کی بدولت ہے؟ مشنری لوگ جو ٹیڑھا جواب دیں۔ دیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمام مسلمان ایک پُرزور آواز میں نفی کا لفظ مُنہ سے نکالیں۔ مسیحیت ہمیشہ سے غلامی کی ثناخوانی

کرتی رہی ہے۔ اور غلاموں کی آزادی اُن لوگوں کی طفیل ہے جو اپنے مذہب میں انسے بہتر تھے۔ روح فرسا جور وستم کا حال لکھکر جو امریکہ میں غلاموں پر کیئے گئے۔ میں صفحوں کے صفحے پُر کر سکتا ہوں۔ یہ جور وستم غیر مسیحیوں کے ہاتھ سے نہیں۔ بلکہ اُنکے ہاتھ سے جنہوں نے یسوع مسیح کو پالیا ان لوگوں کے ہاتھ سے جو پٹسٹ تھے۔ ویزلین تھے۔ ایس کو پالین تھے۔ لیکن میں صرف انگلستان کی ہی تاریخ تک محدود رہا ہوں۔ مسیحیت کا بنی نوع انسان اور ابنائے وطن سے جو طرز عمل رہا ہے۔ وہ اعلیٰ ہونے سے کہیں نیچے اور بہت دُور ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے ہرگز ہرگز لگا نہیں کھا سکتا۔ اور اگر کہیں اسلامی واعظ سرزمین انگلستان میں بھی مذہب اسلام کی اشاعت کے لیئے آتے۔ اور اسلامی اخوت۔ محبت اور رحم کے اصول سکھاتے۔ تو انگلستان مسیحی بزرگوں کے ناقابل ذکر جور وستم اور کشت و خون سے محفوظ رہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب بہت جلد لنڈن کی مسجد اپنے میناروں کو آسمان تک بلند کرے گی۔ اور مؤذن کی دلربا آواز گونجے گی۔ اور جہالت کے گھٹاٹوپ بادلوں کو پھاڑ کر اُس کی جگہ توحید کی روشنی چمکائیگی ؛

ریویو

سیر دیہات۔ یہ ایک دلچسپ ناول ہے جو سردار محمد اسلم خاں صاحب بلوچ ایڈیٹر المعین امرتسر نے حال میں تصنیف کیا ہے جس میں انہوں نے زمینداروں کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور اُن کی گری ہوئی حالت کے اسباب بیان کیئے ہیں۔ مثلاً مشرکانہ رسومات۔ سودخوار بنیوں کے ہتھکنڈے۔ سرکاری اہلکاروں کے مظالم۔ وغیرہ۔ مصنف کی غرض جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں اپنے زمیندار بھائیوں کی اصلاح ہے اس لیئے زمینداروں کے لیئے اس کتاب کا پڑھنا بہت مفید ہے۔ اگر لائق مصنف اس رسالہ میں مسلمان زمینداروں کو خدائے تعالیٰ کے اُس حکم کی طرف پورے زور سے توجہ دلاتے جو لڑکیوں کے ورثہ کے متعلق ہے اور جسکو آجکل مسلمانوں نے اور خصوصاً زمینداروں نے بالکل ترک کر دیا ہے تو وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہوتے۔ ایک امر میں قابل مصنف سے ہمارا اختلاف ہے۔ بے شک یہ درست ہے کہ دیہاتی آبادی جہالت میں گرفتار ہے مگر جو نقشہ اس ناول میں زناکاری کا کھینچا گیا ہے وہ درست نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ بعض خاص اضلاع میں ایسی حالت ہو ؛

ہندو مذہب کی تعریف

Digitized by Khilafat Library

ہر ایک مذہب کے بعض محکم اصول ہوتے ہیں۔ اور کچھ نہ کچھ مقررہ اعمال۔ جو اُس مذہب کا مابہ الامتیاز ٹھہرتے ہیں۔ اس عام قاعدہ سے مستثنیٰ ایک مذہب ہے۔ جسے ہندو مذہب کہا جاتا ہے۔ اس مذہب کے کسی اعتقاد یا طرز عمل کا نام لینا جسے پیروان ہندو مذہب سب کے سب متفق طور پر مانتے ہوں۔ ایک غیر ممکن امر ہے اِس بات کی شہادت کے لیئے چند ایک سرکردہ ہندوؤں کے خطوط سے بہتر مثال شائد ہی کوئی ہو سکے۔ یہ خطوط انہوں نے اخبار لیڈر کے ایڈیٹر کو اسکی اس سوال کے جواب میں لکھے ہیں۔ "ہندو مذہب کے ایک پیرو کے لیئے کون کون سے اعتقادات اور اعمال ضروری لابد ہیں اُن غیر ضروری عقائد اور اعمال کو چھوڑ کر جن کا ماننا نہ ماننا یا انپر عمل پیرا ہونا انسان کی مرضی پر منحصر ہے" چار پختہ مغز ہندو اصحاب نے اس سوال کے جوابات لکھے ہیں لیکن ناظرین یہ دیکھکر حیران ہونگے۔ کہ اُن صاحبان میں سے کسی دو کے بیان کردہ اعتقادات بھی آپسمیں صحیح طور سے نہیں ملتے۔ اس مضمون پر رائے زنی کرنے والے اصحاب یہ ہیں (۱) سرگرو داس بنیر جی کے۔ ٹی۔ (۲) مسٹر سداسی وئیر۔ ڈسٹرکٹ دسشن جج گنجام۔ (۳) ستیندر ناتھ ٹاگور۔ آئی۔ سی۔ ایس (ریٹائرڈ) اور (۴) مسٹر پی۔ ٹی۔ سری نواس آئنگر پرنسپل مسنر اے۔ وی۔ این وزنگا پٹم۔ ان اصحاب کی قابلیت انکے اسمائے گرامی سے ظاہر ہے۔ یہ دیکھنا ایک دلچسپ امر ہے۔ کہ ہر ایک نے ہندو مذہب کے ضروری ولابد اعتقادات و اعمال کی نسبت کیا کچھ رقم فرمایا ہے۔ سر گرو داس بنیر جی رقم طراز ہیں کہ اس سوال کے جواب میں اختصار و ایجاز سے کام لینا آسان نہیں ہے۔ لیکن تاہم آپ تین اعتقادات اور تین ہی اعمال درج فرماتے ہیں۔ جنہیں آپ ہندو مذہب کے ضروری خصوصیات قرار دیتے ہیں۔ تین اعتقادات جنکا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ یہ ہیں:۔ (۱) ہستی باری کا اقرار۔

(۲) آیندہ زندگی کا اقرار۔ (۳) ویدوں کا اقرار۔ اور تین اعمال جو آپ کی رائے میں لابدہیں: یہ ہیں:۔ (۱) غیر ذات سے شادی کی ممانعت پر عملدرآمد۔ (۲) نیچ ذات سے ملکر کھانا کھانے کی ممانعت پر عملدرآمد۔ (۳) ممنوعہ غذا کے استعمال سے اجتناب خصوصاً (گائے کا گوشت) لیکن اختتام خط سے پیشتر آپ اپنے ہاتھ سے ان تمام پر پانی بھی پھیر جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ "عملاً اب ہندو قوم دائرہ مذہب میں ہر کس کو بشرطیکہ وہ پیدائشی ہندو ہو۔ داخل سمجھتی ہے۔ اُس کا طرز عمل یا اعتقادات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں ہاں علی الاعلان اُس نے ہندو مذہب سے قطع تعلق بھی نہ کرلیا ہو۔ یا ہندو قوم سے باہر کہیں شادی نہ کرلی ہو" اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ہندو کے لیئے کوئی ایسا اصل یا اعتقاد نہیں ہے۔ جسے ضروری اور لابُد کہا جاسکے۔ اعتقاد بے شک ایک ہندو کچھ رکھے۔ اور جو چاہے کام کرے۔ ہندو کا ہندو رہ سکتا ہے۔ جو کچھ اُس کے لیئے ضروری ہوسکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب سے علی الاعلان انکار نہ کرے یا کسی غیر ہندو قوم میں شادی نہ کرے۔

اسکے بعد مسٹر سداسی ویر ڈسٹرکٹ وسشن جج گنجام آتے ہیں۔ آپکے خیال میں ایک ہندو کے لیئے ضروری اور لابُد چیز یہ ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے۔ کہ سنسکرت کے ہرچہار ویدوں میں روحانی و اخلاقی صداقتیں موجود ہیں۔ جو کسی دوسرے لکھے ہوئے یا بولے ہوئے الفاظ سے کم نہیں ہیں۔ آپ "کم نہیں ہیں" کے الفاظ اس لیئے تحریر فرماتے ہیں کیونکہ اُن کے خیال میں ایک ہندو ویدوں کے مقابل میں کسی دوسری کتاب پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ لیکن "(اگر وہ ہندو ہے) اُسے اس کتاب کو بلحاظ اخلاقی و روحانی طاقتوں کے ویدوں کے اپنیشد اور اخلاقی حصوں سے اعلیٰ نہیں سمجھنا چاہیئے" اس بیان کے لحاظ سے ایک ہندو بائیبل یا اوستا کو وید کے برابر تسلیم کرسکتا ہے۔ صرف اتنا ضروری ہے کہ ان کتابوں کو ویدوں سے اعلیٰ نہ سمجھے۔ پھر آپنے "لکھے ہوئے یا بولے ہوئے الفاظ"

کی شرط لگائی ہے یعنی صرف لکھے ہوئے اور بولے ہوئے الفاظ کو ویدوں سے بہتر نہیں سمجھنا چاہیئے۔" سمادھی علم جب تک کہ وہ آواز یا حروف کی شکل اختیار نہ کرے۔ ویدوں سے کہیں اعلیٰ سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن جونہی کہ یہ الفاظ یا حروف کی شکل اختیار کرے۔ ایک ہندو کے نزدیک ان کا پایہ ویدوں سے کم ہوجانا چاہیئے" مسٹر سداسی وئیر نے انٹوشنل علم پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ کہ وہ کس طرح بولنے یا لکھنے سے ویدوں کی سطح پر آسکتے ہیں۔ لیکن یہ اس لیئے ہے۔ کہ اگر آپ کسی اور طرح کا خیال ٹھان لیں۔ ان کے ہندو رہنے کا خاتمہ ہوجاوے۔ ہندو کہلانے کے لیئے ایک چیز جو ویدوں سے حقیقۃً کہیں بڑھکر ہے۔ ان کے صرف ہمپایہ ہی سمجھنی چاہیئے۔ ضروری اعمال کے متعلق مسٹر سداسی وئیر کچھ زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کرتے۔ آپنے ذکر نہیں کیا۔ کہ کونسے اعمال تمام ہندوؤں کے نزدیک ضروری ہیں۔ شائد آپ کو کوئی عمل جس پر ہندو متفق طور پر عمل پیرا ہوں۔ معلوم نہیں ہوسکا۔ لہٰذا آپنے اس عام قاعدہ بیان کرنے پر ہی اکتفاء کیا ہے کہ" ایک ہندو کو اس بات پر عمل پیرا ہونا چاہیئے جسے وہ سمجھتا ہے کہ ویدوں کے مخالف نہیں بلکہ مطابق ہے۔ اور عام معاملات میں اُسکا اپنا ضمیر ہی رہنما ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کام ویدوں کے خلاف نہ ہو۔ چونکہ فطرت انسانی گناہ کا احتمال رکھتی ہے۔ اگر کوئی کبھی ویدوں کے خلاف کرے۔ لیکن وہ سمجھتا ہو کہ اسے وہ کام کرنے چاہئیں جن کی ویدوں نے تاکید کی اور جو کہ ویدوں کے خلاف نہیں۔ تو وہ بھی ہندو ہی ہے۔ خواہ ایسا شخص ویدوں کا خود مطالعہ نہ بھی کرسکتا ہو۔ اگر (ویدوں کے سننے یا پڑھنے یا ویدانوں کے وعظ و نصیحت سے کسی امر کے تسلیم کرنے سے) اسکا یہ اعتقاد ہے۔ کہ فلاں فلاں اعمال وید منع کرتے ہیں اور فلاں فلاں کی تاکید کرتے ہیں اور وہی اُسکو عزیز ہیں۔ اور انہیں کو وہ اپنا اصلی مقصد سمجھتا ہے۔ تو وہ ضرور ایک ہندو ہے"۔

ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ جواب درست نہیں ہے۔ کیونکہ سوال تو یہ تھا کہ وہ کون کون سے اعمال ہیں جن کا کرنا ہر ایک ہندو پر فرض ہے۔ اس سوال کا تو مطلق

جواب نہیں دیا۔ کیونکہ کسی ایک عمل کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ جسپر تمام ہندو عمل پیرا ہونا اپنا فرض سمجھتے ہوں۔ آپ کا جواب تب موزون اور درست ہوتا۔ اگر آپ بجائے یہ کہنے کے کہ ایک ہندو کو اُن باتوں کی پیروی کرنی چاہیئے۔ جو ویدوں میں لکھی گئی ہیں۔ کسی دیگر عمل کا نام بھی لے دیتے۔ تاکہ ہم بھی دیکھ سکتے کہ آیا وہ تمام افراد جنکو ہندو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسپر عمل بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو آیا اُنپر عمل پیرا ہونا درست بھی سمجھتے ہیں؟

مسٹر ستندرا ناٹاگور آئی۔ سی۔ ایس (ریٹائرڈ) اس بات سے بالکل انکاری ہیں کہ ہندو مذہب میں کوئی ضروری اعتقاد بھی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسٹر گرو داس بنرجی نے تین ضروری اعتقاد قرار دیئے ہیں۔ یعنی ہستی باری کا تسلیم کرنا۔ آیندہ زندگی کا ماننا۔ اور ویدوں کو ماننا۔ اس طرح مسٹر ٹاگور کے مطابق تو ایک شخص خواہ پکّہ دہریہ بھی کیوں نہ ہو۔ اور روح کے فانی ہونیکا اعتقاد رکھے۔ وہ ایسا ہی پکّا ہندو ہے جیسا کہ ایک پارسا برہمن۔ آپ لکھتے ہیں کہ "ہندو مذہب کی کوئی ایسی بات بطور اعتقاد ضروری نہیں کہ جس کے ماننے سے ہی انسان ہندو بن سکے۔ تم کسی اصول کو جسے تم پسند کرو مان سکتے ہو۔ دہریت تک کو بھی۔ اور ہندو بھی رہ سکتے ہو" لیکن اب سوال ہے۔ کہ ویدوں کے احکام کو کدھر کیا جاوے؟ ایک شخص اگر اسقدر آزاد ہے۔ کہ وہ جو چاہے اعتقاد رکھے۔ یہانتک کہ وہ ہستی باری سے بھی منکر ہو۔ تو اُسے ویدوں کے ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ تاہم مسٹر ٹاگور کہتے ہیں۔ کہ ویدوں کے الہامی ہونیکا اعتقاد کم سے کم ضروری ہے۔ خواہ برائے نام ہی ہو۔ کیونکہ آپ لکھتے ہیں کہ "تم کو بوجہ ایک ہندو ہونے کے زبانی طور پر ویدوں کے الہامی ہونے کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔" افسوس ہے اسجگہ پر مسٹر ٹاگور سے سہواً شاید تضاد واقع ہو گیا ہے۔ جو شخص خدا کی ہستی کا منکر ہوگا وہ ویدوں کو الہامی کتاب کیوں مانیگا۔ کیونکہ الہام کے ماننے سے لازم ہے کہ خدا کی ہستی بھی مانی جاوے۔ اب اگر کوئی شخص ویدوں کو الہامی کتاب مانے۔ تو اُسکے مندرجہ احکام کو بھی ماننا چاہیئے۔ مسٹر ٹاگور خود اس مشکل کو محسوس کرتے ہیں اسکی آپنے حل کرنے کی بھی کوشش کی ہے "تمھیں اختیار ہے کہ ویدوں کی تفسیر اور تشریح جس طرح چاہو کرو۔" آپ لکھتے ہیں۔

کہ یہ تمھارے لیئے مذہب کی غلامی سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ مَیں نہایت ادب سے مسٹر ٹاگور سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ جس کتاب کی پیروی کا ارادہ ہی نہیں۔ اسکے ماننے ہی کی کیا ضرورت ہے؟ بجائے اپنے اعتقاد کو کتاب کے مطابق بنانیکے اگر کتاب کے پاک معانی کو ہی اپنے مطلب کے مطابق اُلٹنا ہے۔ تو بہتر ہے۔ اُس کتاب کو ہی خیرباد کہدیا جاوے۔ کیونکہ ہمیں کتاب کی پیروی کرنی چاہیئے نہ کتاب کو ہماری۔ اگر ایک شخص وید کو الہامی کتاب مانتا ہے۔ تو اُسے اپنے خیالات کو وید کی تعلیم کے ماتحت کرنا چاہیئے۔ الہامی کتاب کو اپنے خیالات کے مطابق بنانا سخت بے ادبی ہے۔ مَیں اس بات کو سمجھ نہیں سکتا۔ کہ مسٹر ٹاگور نے مذہبی کتب کے ساتھ کیوں اسقدر آزادی کو جائز رکھا ہے۔ اگر وید سلیس زبان میں صحیح تعلیم بیان کرتا ہے۔ وید کا پیرو دہریہ نہیں ہو سکتا۔ اگر وید کو ماننے والا ہستی باری سے منکر ہے۔ تو اس سے لازمی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یا تو وید واضح طور پر ہستی باری کی بابت کوئی تعلیم اپنے اندر نہیں رکھتے یا اُنکو ماننے والا انکی اس تعلیم کی صحت سے انکاری ہے۔ مسٹر ٹاگور کے الفاظ سے تو یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ وید ہی میں کوئی تعلیم اس مضمون کی نہیں پائی جاتی۔ آپ کا خیال ہے۔ کہ وید کا اپنے مطلب کا ترجمہ کرنے سے خدا کا انکار ہو سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس بارہ میں وید کی تعلیم واضح نہیں ہے۔ یا کم سے کم ایسی واضح نہیں۔ جیسی کہ قرآن کریم کی ہے۔ موخر الذکر کی تعلیم اس قدر مفصل ہیں کہ کوئی بھی اُس کا ایسا ترجمہ نہیں کر سکتا۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے انکار کا موقعہ مل سکے۔ لیکن ویدوں کے متعلق مسٹر ٹاگور خیال کرتے ہیں کہ ایک ہندو وید مقدس کا معتقد بھی رہے اور خدا کا انکار بھی کر دے۔ یہی نہیں بلکہ اُن کے خیال میں ایک شخص یہاں تک کر سکتا ہے۔ کہ وید کی عبارتوں کو اپنے دِلی اِرادوں کے مطابق بنا لے۔ مزید براں مسٹر ٹاگور کا خیال ہے، کہ ایک ہندو کے لیئے کوئی ضروری نہیں۔ کہ تمام کے تمام وید کو مانے۔ آپ لکھتے ہیں "تم اس کتاب کے ہر ایک پہلو کو ماننے کے لیئے مجبور نہیں ہو۔ .... چال چلن کی بابت بعض قانون بتاتی ہے۔ مثلاً نیوگ یعنی خاوند کا بھائی اولاد کے لیئے اُس کی جا بجا بیوی کے پاس بھیجا جا سکتا ہے۔ جو اس کل جُگ کے زمانہ میں سخت نفرت کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ نہ ہی "ہوم" کی رسم ہی اس حد تک ادا کیجا سکتی ہے۔ جس تک ویدوں کا تاکیدی حکم ہے۔

ہاں! ایک محدود سی رسم ادا بھی ہونی چاہیئے۔ برہمن کو گیتری منتر پڑھکر سندھیا (نماز) ادا کرنی چاہیئے لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اس مسئلہ پر عملدرامد کی بجائے اسکا چھوڑ دینا فائق اور باعزت ہے"

یہ ظاہر کر کے کہ ہندو مذہب کوئی اعتقاری مذہب نہیں آپ ہندو مذہب کے ضروری اعمال پر بحث کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ "بعض اعمال (رسم و رواج) کو ہندو مذہب ضروری جانتا ہے۔ بے شک ان میں سے بڑی رسم ورنا سرم ہے یعنی ذات کا خیال جس طرح کہ آجکل موجود ہے۔ اس میں سے ذرا سی فروگذاشت ایک شخص کو قوم سے قطع کر دیتی ہے" آگے چلکر آپ لکھتے ہیں۔ "اس بات کی آزمائش کیلئے کسوٹی وہ ہے جو ایک ہندو کو باقی قوم سے بے تعلق کر دیتی ہے۔ وہ یقیناً کوئی اعتقادی چیز نہیں ہے۔ بلکہ کسی مسلمہ رواج و رسوم سے منحرف ہونا ہے۔ مثلاً ایک بیوہ عورت کا دوبارہ شادی کرنا وغیرہ" پوجا یعنی مورتی پوجا کے عام طریق کا ترک کرنے سے۔ خصوصاً شادی وغم کے موقعہ پر۔ بُرے نتائج پیدا ہونگے۔ ایسے ہی ذات کا خیال نہ رکھنا اور بین القومی شادی کر دینی۔ سمندر کا سفر۔ برہمن کا جنیو نہ پہننا اور ایسے ہی دیگر رسوم وغیرہ" "یہ سچ ہے کہ بعض اعتقادی امور ہندوؤں کے اکثر حصہ میں جڑھ پکڑ گئے ہیں۔ لیکن یہ کوئی عالمگیر یا ضروری نہیں کہلا سکتے۔ تم ایک اعتقاد کو چھوڑ سکتے ہو۔ بشرطیکہ تم اُس رسم پر عمل پیرا رہو۔ جو کہ ایسے اعتقاد سے پیدا ہو گئی ہے۔ مثلاً تم سرادھ کی رسم کو بُرا نہیں کہہ سکتے اگرچہ تمھارا روح کے غیر فانی ہونے پر اعتقاد بھی نہیں"

پس مسٹر ٹاگور کے بیان کے مطابق ہندو مذہب کے لیئے کوئی ضروری اعتقاد ہی نہیں۔ اگرچہ بعض رسوم بیشک موجود ہیں۔ جسکو ایک ہندو ترک نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ بہت سے ہندوؤں نے ایسے رسم رواج کو صرف چھوڑا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اکثر انکی مذمت بیان کرتے ہیں۔ مثلاً مورتی پوجا جسے آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب کا یہ ایک ضروری عمل ہے اس زمانہ کے ہندوؤں نے خصوصاً برھمو سماج اور آریہ سماج نے اسے ترک کر دیا ہے۔ سکھ لوگ جنہیں قانون نے بھی ہندو ہی قرار دیا ہے۔ اور جنہیں پیروان مذہب ہندو بھی اکثر ایسا ہی کہتے ہیں۔ مورتی پوجا نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ ویدوں کو زبان تک سے بھی الہامی کتاب نہیں ملنتے۔ نہ ہی وہ ذات کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسٹر ٹاگور بیوہ کی دوبارہ شادی کو قوم سے قطع کرنیوالی چیز بیان کرتے ہیں۔ لیکن ہزاروں ہندو موجود ہیں۔ جو دوبارہ شادی کی

طرف لیتے ہیں۔ آریہ سماجی خوب زور شور سے اسکی خوبیاں بھی بیان کرتے ہیں۔ آریہ سماج نے سفر سمندر اور سرادھ کی امتناہی کا بھی اچھی طرح قلع قمع کیا ہے۔ لیکن سماج کے افراد ضرور ہندو ہیں۔ اور عملاً تو بہت سے دوسرے ہندوؤں نے بھی ایسی امتناہی سے دستبرداری کرلی ہے۔ وہ چیز جسے مسٹر ٹاگور ضروری قرار دیتے ہیں یہ ہے۔ کہ بعض رسوم کی پابندی ہو۔ لیکن قسمت سے وہ رسوم جو آپ نے درج کی ہیں۔ ہر جگہ کے ہندو انکی پابندی نہیں کرتے۔ پس مسٹر ٹاگور کے خط کے ملاحظہ کے بعد جو نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں یہ ہے۔ کہ کوئی نہ عمل ہے اور نہ ہی کوئی اعتقاد۔ جسے ہندو مذہب کے لئے ضروری اور لابد کہا جاسکے ؛

چوتھے شخص جو مجوزہ سوال کا جواب لکھتے ہیں۔ ہندو مذہب سے ہی منکر ہیں۔ اور اسطرح پر اپنے خط کی ابتدا کرتے ہیں۔ "آپ کا سوال "کونسے ضروری اعتقادات یا اعمال ہیں جو پیروان ہندو مذہب کے لیئے ضروری ہیں" اُس اصطلاح کی عمدہ مثال ہے۔ جسے منطقی لوگ سفسطہ یا مغالطوں کا مجموعہ کہتے ہیں۔ آپ سمجھ بیٹھے ہیں کہ (۱) گویا لفظ ہندو کسی مذہب کا نام ہے۔ اور کہ (۲) بعض اعتقادات اور اعمال جس (آخری لفظ سے) آپ کا مطلب کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا ہے ہندو کہلانے والی قوم کے مذہب کی ضروری خصوصیات ہونی چاہیئے۔" آپ کی رائے ہے کہ ہندو مذہب کے مذہب ہونے کے غلط خیال کا باعث مسلمان اور عیسائی لوگ ہوئے ہیں لکھتے ہیں "یہ مسلمان اور عیسائی جن کے مذہب میں صحیح اور واضح اعمال یا اعتقادات موجود ہیں۔ جن سے یہ اپنے مذہب کی تعریف کرسکتے ہیں۔ انکو خیال ہوا۔ کہ ہندو بھی بعض اعتقادات یا اعمال رکھتے ہیں جن سے ہندو مذہب مرتب ہوتا ہے"۔ مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ کیوں ہندو بھی مسلمانوں اور عیسائیوں کی اس غلطی میں شامل ہوگئے۔ ہم برہمو سماج اور سکھوں جیسے ہندو مذہب کے فرقوں کی وجہ تسمیہ کی بحث سنتے ہیں اگر ہندو مذہب فی الواقع کسی مذہب کا نام نہیں۔ تو ان ہندو فرقوں میں ایسے مباحثات کا ہونا ایک بے سروپا بات ٹھہرے گی۔ اخبار لیڈر کے ایڈیٹر صاحب کا سوال ہی اس بات کی کافی شہادت ہے۔ کہ باشندگان ہند ہندو مذہب سے عام طور پر کسی مذہب کا نام سمجھتے ہیں۔ لفظ "ہندو مذہب" کی کیفیت کے متعلق جو خیال مسٹر اٹنگر نے جمایا ہوا ہے۔

اُس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندو ازم نامی مذہب کا نہ کوئی عمل ہے۔ نہ اعتقاد۔ ذات کا سوال ہندو مذہب کا مابہ الامتیاز سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مسٹر آئنگر لکھتے ہیں۔ "ذات کا انتظام اور اسکی بعد کی ترقی اُس اعلیٰ پیمانہ تک نہ پُہنچ سکی کہ مذہب کی تعریف کرتے وقت اُسے ذکر کیا جاوے۔ کیونکہ برہمنوں کے واعظانہ طرز عمل سے جو ذات کے سوال کا بڑا حصہ ہے۔ لاکھوں آدمی بے خبر ہیں اور لاکھوں ہی اُسکو بُرا سمجھتے ہیں۔ بالفاظ دیگر جنوبی ہند کے لوگ جو خود بھی برہمن ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے دوسرے شودر ذات کے لوگ۔ لیکن یہ تمام یقیناً ہندو تسلیم کیئے جاتے ہیں۔" پھر کہتے ہیں "ایک اعتقاد یا عمل جسے ایک علاقہ کے ہندو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ دوسرے علاقہ کے ہندو اُس سے بالکل بے خبر ہیں۔ مگر یہ سچ ہے۔ کہ ہندو فلسفہ کے مختلف مدرسے بعض اصولونکو مسلم اصول تصور کرنے پر متفق ہیں۔ لیکن فلسفہ مذہب نہیں کہا جا سکتا ...... ہندو مذہب کسی ایک فرد کی تعلیم سے پیدا نہیں ہوا۔ اور عیسائیت کی طرح اسمیں سینکڑوں قسم کے نشیب وفراز نہیں ہیں۔" مسٹر آئنگر ہندو قانون کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "مسلمانوں میں مذہب قانون اور تمدن ملے ہوئے ہیں۔ جو اسلام قبول کرتا ہے۔ وہ اسلامی قانون کو اختیار کر لیتا ہے۔ 'ہندو قانون' کے جملہ سے لوگوں کو خیال اُٹھتا ہے۔ کہ یہ بھی کوئی اسلامی قانون کا مترادف ومتقابل جملہ ہے۔ لیکن جب یہ جملہ بنایا گیا اُسوقت کوئی ہندو قانون موجود نہ تھا ...... جسطرح بچہ کہتا ہے کہ خدائے عزوجل نے مجھے بنایا۔ اور پھر میں نشوونما پا گیا۔ اسی طرح ایک رشی نے اپنے پیرووں کے لیئے قانون بنایا جس نے نشوونما پا کر 'ہندو قانون' کا جامہ پہن لیا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کہ اس قانون سے تمام ہندوؤں کی حد بندی ہو گئی۔ فی زمانہ لاکھوں شودر اور پاریاہ وغیرہ لوگ موجود ہیں جو کبھی کچہری کا مُنہ تک نہیں دیکھتے اور اپنی ذات کے ہی قانون پر عملدرآمد رکھتے ہیں۔ مسلمان اسلیئے ایک واحد جماعت ہیں کہ انکا مذہب اور قانون ایک ہی چیز ہے اور عیسائی اس لیئے کہ اُن سب کا کم سے کم ایک بات پر مشترکہ اعتقاد ہے۔ آخرش مسٹر آئنگر ایک ہندو کی تعریف کرتے بھی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ "کہ وہ زمین ہند میں پیدا ہُوا ہو۔ اس کے والدین غیر ممالک کے نہ ہوں۔ یا مسلمانوں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے غیر مذاہب سے نہ ہوں۔

اُس نے خود بھی ان مذاہب کو اختیار نہ کر لیا ہو گا"

اِن متضاد خیالات سے صرف ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ ہندو مذہب مختلف فرقوں اور قوموں کا ایک مجموعہ ہے۔ جنمیں سے ہر ایک نہ صرف معمولی باتوں پر دوسروں سے مخالفت رکھتا ہے۔ بلکہ اصول میں بھی سخت مخالف ہیں۔ اور اس اختلاف کی یہ حد ہے کہ ایک دہریہ جو خدا کی ہستی اور ارواح کے غیر فانی ہونے سے بھی منکر ہے۔ ہندو کا ہندو ہے۔ بشرطیکہ وہ ہندو ازم سے علی الاعلان منکر نہ ہو گیا ہو۔ ہندو ازم میں کثیر التعداد فرقے ہیں۔ لیکن انہیں سے کسی ایک کا بھی کوئی اعتقاد مشترک نہیں۔ یہ بات بہت عجیب ہے۔ کہ اختلاف (دونوں نئے اور پُرانے) ہندو ازم میں موجود ہیں۔ اور ویدوں کے زمانہ میں بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ اینسائکلو پیڈیا برٹیانیکا کی جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۱ (گیارھویں ایڈیشن) میں تریموتی کی بابت درج ہے "اس اصول کی بابت کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ اسکی بنا مذہب کی پاس نے ڈالی۔ اور اس سے مدِ نظر یہ امر تھا۔ کہ لوگ اسے بہت جلد قبول کر لینگے۔ کیونکہ اس میں وشنو اور شیوا جیسے پُرانے اور محبوب دیوتاؤں کو شامل کیا گیا ہے جس سے یہ بات عیاں ہے۔ کہ یہ دونوں دیوتا پُرانے زمانہ میں بھی عام طور پر اس زور سے پُوجے جاتے تھے۔ کہ بیچارے صلح کُل واعظ مشترکہ طرز پرستش کے خلاف کچھ نہ بول سکے۔ جب ہم ان دونوں دیوتاؤں کی خوبیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک بہت سے پُرانے دیوتاؤں کا جانشین تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ویدوں کے زمانہ میں بھی لوگوں کے خیالات کچھ ایسے ہی ہوئے تھے۔ اور دیوتا کے تیسرے اوتار کا مسئلہ برہمن خیالات اور لوگوں کی طرز پرستش کے اکٹھا کرنے ہی سے پیدا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگ تین کے عدد کو پوتر سمجھتے تھے۔ انکا یہ بھی اعتقاد تھا۔ کہ برہما پیدا کرنے والا (برہمنوں کا بلحاظ ذات موجب فخر) پرستش میں برائے نام بڑا خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن شوا بخلاف اسکے صرف مارنے والے کے علاوہ کائنات کو پیدا کرنیوالا اور مارنیوالا تسلیم کیا جاتا ہے۔ برھما اصل میں اپنا اصلی کام کر کے یعنی مخلوق کو پیدا کر کے اب خاموش بیٹھ گیا ہے۔ اور اُسے اب فنکٹس افشو خیال کرنا چاہیئے۔ جیسے کہ پہلے زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جنھیں ایک شاعر نے اپنے قصیدوں میں تپاھا کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ .... اس قوم نے

بعض اوقات ملکی حالت سے فائدہ اُٹھا کر دوسری اقوام پر قسم قسم کی فوقیت جمانے کی بھی کوشش کی ہے۔ اور یقیناً اُس کوشش میں کامیابی بھی ہوئی۔ کیونکہ ہندوستان کے طول وعرض میں ہر جگہ انکی فوقیت تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر قسمت نے کچھ ایسا ہی فیصلہ کیا۔ کہ اپنے اس رتبہ کو قائم نہ رکھ سکے:

مسٹر آئنگر ہندوؤں کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "آریوں سے پہلے لوگوں کا مذہب انکے اعتقادات اور اعمال کچھ اور تھے۔ اور آریوں کے اعتقاد وغیرہ کا اضافہ بعد میں ہوا۔ ویدوں کا زمانہ۔ ویدوں سے پہلا زمانہ۔ بدھ کا زمانہ۔ اور پورن کے زمانہ میں بہت سی عادات اور بہت سے خیالات پیدا ہوئے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کے مذہب میں ان عادات واطوار کا حصہ ضرور شامل ہے۔ لیکن ان میں سے ایک کو بھی ہندو مذہب کا کوئی ضروری حصہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔" اس تشریح سے اگرچہ اسمیں سیکٹیرین ازم کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ بات ثابت نہیں ہوسکتی کہ آیا کوئی معیار بھی ہے۔ جس سے ہم ہر ایک فرقہ کے الگ الگ مذہب کو دیکھ سکیں۔ اس صاحب نے اس زمانہ کے ہندو مذہب کے اختلاف کو درست بیان کیا ہے۔ مسٹر جی۔ ڈی بنیرجی تو لکھتے ہیں "ہندو قوم ہر ایک پیدائشی ہندو کو اگرچہ اسکے اعتقادات یا اعمال کچھ ہی کیوں نہ ہوں ہندو تسلیم کرتی ہے۔ بشرطیکہ اُس نے علی الاعلان ہندو مذہب کو ترک نہ کردیا ہو۔ یا ہندو قوم سے کہیں باہر شادی نہ کر بیٹھا ہو۔" مسٹر ایس۔ این۔ ٹاگور لکھتے ہیں "ہندو ازم میں کوئی خاص اصول نہیں۔ تم جو چاہو۔ اعتقاد رکھو۔ خواہ دہریت بھی مانو۔ تم ہندو کے ہندو رہ سکتے ہو۔" مسٹر آئنگر نے اگرچہ ہندو مذہب کے اختلافات کا بیان کیا ہے۔ لیکن انہوں نے وہ باتیں جو مسٹر ٹاگور اور بنیرجی نے بیان کی ہیں۔ نہیں درج کیں۔ سیکٹیرین ازم کی بھی آپنے کوئی تسلی بخش تشریح نہیں کی۔ کیونکہ بہت سے نئے فرقے ایسے ہیں۔ جو وید کی تعلیم سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن ہندو تسلیم کیئے جاتے ہیں:

ہر شخص جو ہندو اصحاب کے ان خطوط کا ملاحظہ کریگا۔ یہ نتیجہ نکالنے سے باز نہ رہ سکیگا۔ کہ روئے زمین کے مذاہب میں سے ہندو مذہب بہت کم خوبیاں یا کشش رکھتا ہے:

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء

صیغہ تعلیم:۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا سالانہ معائنہ مسٹر کراس ایم۔ اے انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور نے بمعیت اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس و ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گورداسپور ۲۸ اور ۳۰ نومبر ۱۹۱۲ء دو یوم کیا۔ عام رائے جو انسپکٹر صاحب بہادر نے دی ہے وہ یہ ہے کہ گو مدرسہ کا نتیجہ پہلے بھی اچھا رہا ہے مگر اس سال سکول بہت سے پہلوؤں کے لحاظ سے عمدہ حالت میں ہے۔ باقی امور کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں پہنچی۔ بہ تقریب جلسہ سالانہ سکول ۲۰۔ دسمبر سے ۲۔ جنوری ۱۹۱۳ء تک بند رہے گا؛

مدرسہ احمدیہ:۔ تعداد طلباء ۸۸ ہے۔ سات نئے طالب علم آئے۔ دو اپنے خرچ پر اور باقی مساکین۔ مدرسہ ۲۰۔ دسمبر سے ۲۔ جنوری تک بند رہے گا؛

اشاعت اسلام:۔ ریویو انگریزی اور اردو میں دو دو کی اور تفسیر میں ایک کی بیشی ہوئی؛

مقبرہ بہشتی:۔ اس ماہ مولوی بدرالدین صاحب کی بہت سی کتب بحساب وصیت آئیں اور بیس وصیتیں اس ماہ نئی آئیں۔ اور مبلغ ما/ حصہ جائداد قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم سابق مہتمم لنگر خانہ اور عہ حکیم غلام محی الدین صاحب بذریعہ حافظ تصور حسین صاحب اور سے منشی فضل کریم صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب وصول ہوئے؛

تعمیر:۔ ماہ نومبر ۱۹۱۲ء میں حسب ذیل رقوم چندہ تعمیر میں وصول ہوئی ہیں۔ ہمیں انجمنوں اور جماعتوں کی سب چھوٹی بڑی رقوم آگئی ہیں اور فرداً فرداً جو رقوم آئی ہیں ان میں سے صرف وہ رقوم دکھائی گئی ہیں جو دس روپے یا اس سے زائد رقم کسی نے ارسال کی ہیں۔ کل آمد چندہ تعمیر اس ماہ ۳-۸-۷۰/ ہوئی ماسٹر محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کی ایک سو روپے کی رقم اس فنڈ میں قابل ذکر ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

فہرست چندہ تعمیر جو انجمنوں اور جماعتوں کی طرف سے ہے

منگیر عا/ - قادیان ۹/ - سڑوعہ عہ/ - راہوں للعہ/ کریام ا/ پشاور ۴/ - میانوالی عہ/ لائل پور ۶/ - مریح سے/ مردان ما/ گولیکی عہ/ گجرات ۱۱/ - لاہور ما۱۰/ - سیالکوٹ ۱۴/ داتہ للعہ - جہلم ما ۱۴/ - الہ آباد ۲/ جموں ۳/ - چک ۱۷ ۸/ - بیرٹھ للو/ - سہارنپور ۸/ پاکپٹن ۸/ - بپراور عا/ انبالہ شہر ۳/ - لنگڑو عہ للعہ/ متفرق احباب سے ما ۸/

متفرق احباب میں سے جنہوں نے عہ یا عہ سے زیادہ رقم ادا کی

ماسٹر خیر الدین صاحب اسسٹنٹ ماسٹر امرادتی سے - ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب مونہ ریمونٹ ڈپو عہ بابو کریم اللہ صاحب سب اورسیر ناگپور عہ - میاں محمد الدین ٹیلر ماسٹر چھاؤنی دھرم سالہ عہ چودھری فیض احمد و نذیر احمد صاحبان طالب پور ضلع گورداسپور عہ - میاں احمد بخش صاحب ٹوچی میرام شاہ عہ ؛

یتامی :- آمد سالہ عہ خرچ ماہ عہ ہوا - دراصل باہر سے لہ آمد ہوئی ہے اور اڑھائی سو روپیہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ صیغہ مقبرہ بہشتی سے برائے امداد یتامی منتقل ہوئے ہیں ایک یتیم پانچ روپے ماہوار وظیفہ دالا چلا گیا اور ایک تین روپے ماہوار وظیفہ پر لیا گیا - مستری کرم الدین صاحب غیر احمدی نے اپنے لڑکے کے قرآن شریف ختم کرنے کی تقریب پر جو قاعدہ یسرنا القرآن پر کیا گیا ہے پانچ روپے اس مد میں بھیجے ؛

زکوٰۃ :- آمد لعہ اور خرچ ماعہ اور مندرجہ ذیل احباب یا انجمنوں نے دس روپے یا اس سے زائد رقوم ۱۲ ۱۲ عطا فرمائیں - جماعت سیالکوٹ عہ - جماعت جموں عہ - چودھری کریم بخش ساکن بہرام پور عہ ؛

شفاخانہ :- اس ماہ ۱۱۴۱ مریض علاج کے لئے آئے انمیں سے ۵۰۸ نئے بیمار تھے آٹھ ماٹیز اپریشن ہیں ؛

دفتر محاسب :- کُل آمد صیغہ جات صدر انجمن اس ماہ ۷-۱۰-۸۶۳۴ اور خرچ ۶-۱۳-۷۹۹۴ ہوا

محمد علی
سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان۔ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ

تعلیم

فیس مدرسہ	فیس بورڈنگ	چندہ	سرکاری گرانٹ	امداد مساکین	وظائف عطیہ	[illegible]	متفرق	میزان آمد	میزان	سابقہ بقایا	میزان	عملہ	سائر مدرسہ	عملہ بورڈنگ	سائر بورڈنگ	شاخ تلونڈی	[illegible]	گرلز سکول	[illegible]	وظائف عطیہ	متفرق غیر معمولی	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تعمیر / **زکوٰۃ**

چندہ تعمیر	[illegible]	سٹور	[illegible]	امداد مساکین	[illegible]	متفرق	میزان آمد	سابقہ بقایا	میزان کل	عملہ	سائر	[illegible]	مرمت غیر معمولی	[illegible]	سٹور	[illegible]	میزان خرچ	باقی	آمد	سابقہ بقایا	میزان	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت / **مساکین**

اعانت	انگریزی	اردو	تفسیر	[illegible]	متفرق	اشتہارات	میزان	سابقہ بقایا	میزان کل	عملہ	انگریزی	اردو	تفسیر	متفرق غیر معمولی	متفرق	انتظامی اخراجات	تعمیر	میزان خرچ	باقی	آمد	سابقہ بقایا	میزان	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرقات / **یتامیٰ**

امداد مساکین	[illegible]	[illegible]	[illegible]	فیس [illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان آمد	سابقہ بقایا	دفتر [illegible]	دفتر محاسب	دفتر ناظر	اخراجات انتظامیہ	[illegible]	میزان خرچ	فاضل کل	آمد	سابقہ بقایا	میزان	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ															بیت المال				مستقل فنڈ
چندہ مدرسہ	آمد مساکین	امداد از مقبرہ	فیس بورڈنگ	میزان آمد	فاضل گذشتہ	عملہ	سائر مدرسہ	عملہ بورڈنگ	سائر بورڈنگ	وظائف	متفرق غیر	کتب برائے مساکین	میزان خرچ	فاضل	آمد	سابقہ فاضل	خرچ	فاضل	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ بہشتی																		
حصہ آمد	وصایا	باغیچہ مقبرہ	شرح اول	متفرق	میزان	سابقہ بقایا	کل آمد	عملہ	متفرق سائر	مساجد	تبلیغ	الاؤنس	باغیچہ مقبرہ	انتظام جائداد بیرونی	امداد یتامٰے و مدرسہ احمدیہ	تعمیر قبور و اخراجات تعمیر	کل خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران ہائی					بورڈران احمدیہ					امانت				
آمد	سابقہ بقایا	میزان آمد	خرچ	باقی	آمد	سابقہ بقایا	کل آمد	خرچ	باقی	آمد	سابقہ بقایا	کل	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء

تعلیم	۵۴۱۸-۷-۸
تصنیف	۲۶۸۷-۴-۷
اشاعت	۴۲۹۳-۱۱-۹
بورڈران ہائی	۵۶۹-۲-۳
" احمدیہ	۱۶۴-۱-۰
مقبرہ	۳۰۰۶-۳-۷
زکوٰۃ	۲۴۰۸-۱۱-۹
مساکین	۱۶۰۹-۹-۱۰
یتامیٰ	۳۰۰-۱۵-۹
مستقل فنڈ	۳۹۱۲-۲-۶
امانت	۳۵۱۸-۱۲-۹
میزان	۲۷۸۹۰-۳-۵
منہا کردہ فاضل	۵۳۵۵-۱۳-۳
باقی	۲۲۵۳۴-۶-۲
پیشگی	۱۶۱۹۰-۰-۰
باقی نزد امین	۶۳۴۴-۶-۲

تفصیل فاضل

متفرقات	۳۰۴۴-۸-۶
مدرسہ احمدیہ	۳۱۵-۱۰-۰
بیت المال	۱۹۹۵-۹-۱۱
	۵۳۵۵-۱۳-۳

تفصیل پیشگی

تعمیر	۱۲۰۰۵-۰-۰
اشاعت	۳۰۰-۰-۰
بیت المال	۸۰۰-۰-۰
مقبرہ	۳۴۵-۰-۰
متفرقات	۱۲۴۰-۰-۰
تعلیم	۱۲۰۰-۰-۰
مدرسہ احمدیہ	۳۰۰-۰-۰
	۱۶۱۹۰-۰-۰

محمد اشرف
ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب

ٹیچنگز آف اسلام ہوم ہدہ

یعنی انگریزی ترجمہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کے اس عظیم الشان لیکچر کا جو سنہ ۱۸۹۶ء کے جلسہ مذاہب میں چار پانچہزار کے مجمع میں پڑھا گیا تھا اور نہایت ہی دلچسپی اور قبولیت سے پبلک نے سنا۔ اس لیکچر میں مصنف موصوف نے اسلام کو نہایت ہی احسن پیرایہ میں صرف قرآن شریف سے استنباط کر کے بیان فرمایا ہے۔ اور تمام اعتراضات جو بڑے بڑے مخالفین و معاندین اسلام بڑی تحدی اور زور سے کرتے رہے یا اب کرتے ہیں۔ نہایت ہی سنجیدگی اور لطافت سے اُن کے جوابات اصولی طور پر بیان فرمائے ہیں جنسے خواہ کیسا ہی متعصب اور زود رنج مخالف کیوں نہ ہو کبیدہ خاطر نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے سکوت کے اور کوئی جواب بھی پیش نہیں کر سکے گا اور ایک شریف الطبع اور حق جُو مخالف اسلام کو سوائے تسلیم خم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔

بڑی خوبی اور لطافت جو اس مضمون کو خاص فوقیت اور یکتائی دے رہی ہے یہ ہے کہ اوّل اس مضمون کو خدائے تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن کریم سے بیان کیا گیا ہے۔ دوم اس مضمون میں باوجود اعتراضوں کا جواب دینے اور دوسرے مذاہب کا تذکرہ کرنے کے کسی قسم کی اشارۃً یا کنایۃً زد نہیں کی گئی۔ بلکہ صرف اسلام کی سچی فلاسفی اور خوبیاں پبلک کے کانوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور توحید باری تعالیٰ اور رسالت مآب صلعم کی صداقت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر تصنیفات اور تالیفات میں یہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں مکمل اور مختصر طور پر اسلام کی صداقت بیان کی گئی ہے اسلیئے پبلک کے دینی اور روحانی فائدہ کو مدّ نظر رکھکر اور تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ سمجھکر اسکو انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے ولایت میں چھپوایا گیا ہے اور اُس کی بہت سی کاپیاں ولایت اور دیگر بلاد یورپ اور امریکہ جاپان وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اور کچھ کاپیاں فروخت کیلیئے یہاں بھی منگوائی گئی ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ایک انگریزی خوان مسلمان کے ہاتھ میں ہو۔ احباب خود بھی خریدیں اور تبلیغ اسلام کے لیئے چند کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کر کے اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے لیں۔ قیمت بغرض توسیع اشاعت باوجود دو سو صفحہ اور عمدہ ولایتی کاغذ اور خوبصورت جلد کے بہت ہی تھوڑی رکھی ہے یعنی مجلد کی عہ اور بے جلد کی ۱۴ ار علاوہ محصولڈاگ۔

جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور سے منگوالیں۔

RE/9 NOL 303

درد سرو درد ریاح کی دوا

Digitized by Khilafat Library

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظ میں اسکو پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جیسے ٹیک۔ چمک۔ ٹیس۔ رگوں میں لہر۔ کن کنی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو۔ اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو۔ اڑا جاتا ہو۔ اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے۔ ان دنوں میں ذرا باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا مفت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آ جاتی ہیں اور ہائے رے درد سر پکارا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کیلئے ہے۔ دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے۔ اس لیئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۶ر محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر ۱۲ ڈبیہ تک ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانیسے کھجلی اسی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر اور ۱۲ ڈبیہ کا ۶ر

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا انتیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور ہر قسم کے علاج کر کے تنگ آ گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں اسمیں چند فائدے لاجواب ہیں یہ ملیریا کیڑوں کو مار دیتا ہے اسلیئے اسکی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی۔ اور تلی کو گراتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱۴ر محصولڈاک ۶ر دو شیشی تک ۸ر قیمت شیشی خوردہ ۸ر محصولڈاک ۵ر دو شیشی تک ۶ر

کھانسی کی دوا

یہ دوا چاہے کیسی کھانسی و کف کی بیماری ہو اسکو آرام کرتی ہے اسمیں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کو بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی بتیس خوراک عہ ر پیکنگ و محصولڈاک چھ آنے دو شیشی تک ۸ر چھوٹی شیشی سولہ خوراک قیمت ۸ر پیکنگ و محصولڈاک ۵ر دو شیشی تک ۶ر اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے مہاراجہ لکھن سنگھ دیو بہادر فیوڈیٹری چیف پٹنہ اسسٹنٹ بولانگر ضلع سنبھل پور سے لکھتے ہیں جناب من آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کیلیئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہو گئی مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینے کی ضرورت نہ ہوئی۔ کھانسی کو اس دوا نے بہت جلد اثر دکھایا۔

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا۔

ضیاء العیون :- یہ سرمہ عام استعمال سے بینائی کو قائم رکھتا ہے۔ نزول الماء یعنی ابتدائی موتیا بند۔ جالی۔ دھند۔ غبار۔ پھولہ۔ سیل۔ سرخی۔ دیگر امراض چشم کے لیئے مفید ہے۔ ملنے کا پتہ مرزا محمد افضل خان۔ احمدی۔ کتب فروش۔ لوئر بازار دوکان نمبر ۱۲۷۔ شملہ